شاہد حسین رزاقی

انڈونیشیا کا عہدِ قدیم

انڈونیشیا کے قدیم ترین آثار سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان جزائر میں انسانی آبادی نہایت قدیم زمانے سے موجود ہے اور اس اعتبار سے ارضیات و نسلیات کے ماہروں کے نزدیک اس ملک کی بڑی اہمیت ہے۔ جاوا میں قدیم آثار تلاش کرنے کی غرض سے جو کھدائی ہوئی ہے اس میں کچھ ایسے منجمد ڈھانچے بھی مشرقی جاوا میں برآمد ہوئے ہیں جن کے متعلق ماہرین نسلیات کا یہ خیال ہے کہ ان کو قدیم ترین انسان کی ابتدائی شکل کہا جا سکتا ہے اور ان کا تعلق اس زمانے سے ہے جب کہ انسان ایک گوریلا نما مخلوق تھا۔ چنانچہ اس کو یہ ماہرین قدیم جاوی انسان یا عہد قدیم کا گوریلا نما انسان کہتے ہیں۔ بعض ماہرین نسلیات اس جاوی انسان کو واقعی انسان نہیں کہتے بلکہ انسان کا پیش رو خیال کرتے ہیں اور عام اندازہ یہ ہے کہ یہ انسان نما مخلوق تقریباً ۵ لاکھ سال قبل ان علاقوں میں آباد تھی۔

برفانی دور

بعض ماہرین کا یہ خیال ہے کہ نہایت قدیم زمانہ میں انڈونیشی جزائر براعظم ایشیا سے ملے ہوئے تھے اور تقریباً سات ہزار سال قبل انہوں نے رفتہ رفتہ مختلف جزائر کی شکل اختیار کر لی۔ یہ قدیم زمانہ برفانی دور کا زمانہ تھا جب قطبین پر برف بہت زیادہ جمی ہوئی تھی اور سمندر کی سطح موجودہ سطح سے تقریباً دو سو فٹ کم تھی۔ اس کے علاوہ یہ قیاس بھی کیا جاتا ہے کہ چھوٹے چھوٹے جزائر کی سطح بھی کچھ زیادہ اونچی تھی۔ چنانچہ زمین کی سطح اونچی اور سمندر کی سطح نیچی ہونے کی وجہ سے انڈونیشی جزائر ایک دوسرے سے اور براعظم ایشیا سے مربوط تھے اور جنوب مشرقی ایشیا سے انڈونیشیا جانے میں سمندر حائل نہ ہوتا تھا جس کی وجہ سے مختلف زمانوں میں مختلف نسلوں اور علاقوں کے باشندے انڈونیشیا میں آتے رہے

چنانچہ اس خطہ میں جو نسلیں پائی جاتی ہیں ان کا تعلق برِاعظم ایشیا کی مخلوط نسلوں سے ہے اور مختلف نسلوں کی آمیزش سے ان نسلوں کے لوگوں نے موجودہ شکل اختیار کی ہے۔

قدیم باشندے

ماہرین نسلیات کی یہ رائے ہے کہ ۲۵ ہزار سال قبل حجری دور میں یہاں سیاہ فام بونے رہتے تھے۔ جو زنگیوں کی ایک قسم تھے اور شکار کی تلاش میں جنگلوں میں پھرا کرتے تھے۔ یہ لوگ آسٹریلیا کے قدیم وحشیوں سے مشابہ تھے تقریباً آٹھ ہزار سال قبل بادامی رنگ کی ایک مخلوط نسل کے باشندے آئے جو ہندوستانی اور جنوب مشرق کی طرف سے آنیوالی مخلوط نسلوں سے تعلق رکھتے تھے۔ باشندوں کی یہ نسل جاوی کہی جاتی ہے۔ اس کے بعد برِاعظم ایشیا سے مالیشیائی نسل کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا جس میں کاکیشی، منگولی اور زنگی نسلوں کی آمیزش تھی اور اس نسل کے لوگ انڈونیشیا میں جزائر سماترہ جاوا، مادورا، بورنیو، سلاویسی، مالوکا اور سونڈا صغیر میں پھیل گئے اور ان کی آمد سے قبل ان جزائر میں جو سیاہ فام بونے تھے وہ یا تو بحرالکاہل کے مختلف جزیروں میں چلے گئے یا انڈونیشی جزائر کے اندرونی جنگلوں میں پناہ لی۔ نیوگنی میں پاپوائی نسل آباد تھی اور انڈونیشیا کے مشرقی جزائر میں اس نسل کے لوگ بھی پہنچ گئے لیکن ان کی تعداد مالیشیائی نسل کے مقابلہ میں بہت کم تھی۔ جاوا میں جاوی نسل بہت پھیلی اور انڈونیشیا میں مالیشیائی نسل کے بعد اسی کی اہمیت ہے۔

تاریخی دور کا آغاز

ملایائی نسل کے باشندوں کی آمد سے انڈونیشیا میں تاریخی دور کا آغاز ہو گیا اور ماقبلِ تاریخ زمانے کی تاریکی رفتہ رفتہ کسی قدر دور ہونے لگی۔ مصر، عراق اور ایران جیسے قدیم مہذب ممالک میں تو تاریخی دور حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے تین ہزار سال پہلے شروع ہو گیا تھا۔ اور ان ممالک کی مرتب اور مسلسل تاریخ موجود ہے لیکن انڈونیشیا میں تاریخی دور کی ابتداء سنِ عیسوی کے آغاز سے کچھ پہلے ہوئی۔ انڈونیشیا میں ہندوؤں کی آمد کو معلوم تاریخ کا زمانہ تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن تاریخ کے اس دور کے شروع ہونے کے بعد بھی ایک ہزار سال سے زیادہ کی تاریخ

محض قیاسات و مفروضات کی رہین منت ہے اور انڈونیشیا کا یہ تاریخی دور بھی تاریخی اعتبار سے ماقبل تاریخ زمانے کی تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے۔

قدیم معاشرے

پتھر اور دھاتوں کی جو چیزیں دستیاب ہوئی ہیں ان کی بنا پر عہد قدیم کو سنگی اور دھاتی زمانوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور قدیم آثار اور موجودہ وحشی اور نیم وحشی معاشروں کو ملحوظ رکھ کر یہ رائے قائم کی گئی ہے کہ اس دور کے باشندے کس قسم کی زندگی بسر کرتے تھے۔ چنانچہ ماہرین کا خیال یہ ہے کہ قدیم زمانے میں انڈونیشیا کے باشندے ابتدائی قسم کی قبیلوی زندگی بسر کرتے تھے۔ مظاہر قدرت کی پرستش کرتے تھے۔ رسوم و رواج اور توہمات کے بڑے قائل تھے۔ بھوت پریت اور جادو پر ایمان رکھتے تھے اور دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے قربانیاں دیتے تھے یہ لوگ زراعت کرتے تھے اور مویشی بھی پالتے تھے۔ انڈونیشیا کے مختلف جزائر کے اندرونی حصوں اور پہاڑی علاقوں میں وحشی اور نیم وحشی باشندے اب بھی آباد ہیں اور ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کر کے یہ رائے قائم کرنے میں بڑی مدد ملی ہے کہ ماقبل تاریخ زمانے اور ابتدائی تاریخی دور میں انڈونیشیا کے باشندوں کی زندگی کس قسم کی ہوگی۔

ہندوؤں اور بدھوں کا زمانہ

انڈونیشیا میں تاریخ نویسی کی ابتدا مسلمانوں کے عہد میں ہوئی اور اس سے قبل کے مختلف زمانوں کی تاریخ کے ماخذ کچھ قدیم آثار، بعض چینی کہانیوں اور چند ایسی داستانوں تک محدود ہیں جو سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی آئی ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں کے دور سے قبل انڈونیشیا میں ہندوؤں کے جو دور گزرے ہیں ان کے حالات محض قیاس اور مفروضات پر مبنی ہیں اور ان کے متعلق جو داستانیں بیان کی جاتی ہیں وہ بالکل مہمل اور تاریخی اعتبار سے ناقابل قبول ہیں اور جن روایات اور اسناد پر اس عہد کی تاریخ کا انحصار ہے ان کی نوعیت تاریخی سے زیادہ افسانوی ہے اور ان کی حیثیت دیومالا سے زیادہ نہیں۔ مقامی طور پر تاریخی ماخذ تقریباً ناپید ہیں اور صرف چند قدیم آثار ایسے پائے

جاتے ہیں جن سے اس دور کے متعلق کچھ نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن ان سے کسی عہد کی کوئی تاریخ مرتب نہیں ہو سکتی۔ تاریخی ماخذ کے اسی فقدان کا نتیجہ ہے کہ ہندو دور کے متعلق نہایت ضروری اور اہم حالات کا بھی کوئی علم نہیں اور انڈونیشیا میں ہندوؤں کی آمد اور ان کی مختلف سلطنتوں کے قیام کا زمانہ، سلطنتوں کے حدود، حکمرانوں کا عہد حکومت اور تاریخی مقامات کے صحیح نام اور ان کا محل وقوع تک قطعی طور سے معلوم نہیں ہو سکا۔

ولندیزی مورخوں کا مقصد

ولندیزی حکومت اسلام سے انڈونیشیوں کی وابستگی اور احیاء اسلامی کی تحریک کو اپنے سامراجی مفاد کے لئے انتہائی خطرناک تصور کرتی تھی۔ چنانچہ اس کی پالیسی یہ تھی کہ انڈونیشی معاشرہ کو غیر اسلامی اثرات سے پاک کر کے اسلامی نظریۂ حیات کی تجدید کی تحریک کو ناکام بنا دیا جائے اور اس مقصد کے تحت اس نے قدیم ہندو تہذیب کی برتری اور ہندو سلطنتوں کی عظمت کو بڑھا چڑھا کر اس انداز میں پیش کیا کہ اس کے مقابلے میں مسلمانوں کا دور حکومت اور ان کی تہذیب نہایت حقیر و کمتر معلوم ہو اور تعلیم یافتہ انڈونیشی طبقہ کے لئے اسلامی نظریۂ حیات کی تجدید میں کوئی کشش باقی نہ رہے اور وہ مسلمانوں کے عہد کو اپنے قومی زوال اور پستی کا دور سمجھ کر اس سے قبل کے افسانوی دور کو اپنے قومی عروج کی انتہا تصور کرنے لگیں۔ ولندیزی حکومت کی اسی پالیسی کے مطابق ولندیزی محققوں نے انڈونیشیا کی تاریخ کو پیش کیا اور ایسی داستانوں، کہانیوں اور مفروضات کو ہندو دور کی تاریخ کا ماخذ قرار دیا جو نہ تو تاریخ نویسی کے لئے قابل قبول ہو سکتے ہیں اور نہ ان کی مدد سے اس دور کی کوئی مستند تاریخ مرتب کی جا سکتی ہے۔

تاریخ کی افسانوی نوعیت

انڈونیشیا میں ماقبل تاریخ دور کے خاتمے اور عہد تاریخ کے آغاز کا زمانہ اس ملک میں ہندوستان سے ہندوؤں کی آمد کو قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن تاریخی حیثیت سے اس کا تعین نہیں ہو سکتا کہ انڈونیشیا میں ہندو کب آئے۔ تاریخ دانوں کا قیاس یہ ہے کہ اس ملک میں ہندو تجارت کے لئے گئے تھے اور ان کی

آمد کا زمانہ پہلی صدی عیسوی کا ہے اسی طرح یہ بھی قیاس کر لیا گیا ہے کہ یہ ہندو جنوبی ہند سے آئے تھے اور انھوں نے مشرقی جاوا میں تر دما نام کی ایک سلطنت قائم کی تھی۔ لیکن کوئی ایسا ثبوت دستیاب نہیں ہوا جو ان قیاسات کی تائید کرے۔ مختلف قرائن سے یہ بھی اندازہ کیا گیا ہے کہ ہندوستان کے ہندو سات صدیوں کے دوران میں اور مختلف اوقات میں آتے رہے اور وہاں آنے والے ہندوؤں میں سے آجی ساکا کو جاوا کا پہلا ہندو راجہ فرض کیا گیا ہے لیکن یہ مفروضہ ایک کہانی پر مبنی ہے جس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ انڈونیشیا میں ہندو دور کے اہم ترین ماخذ بھی کس قسم کی کہانیوں پر مشتمل ہیں۔

آجی ساکا کو نہ صرف پہلا ہندو حکمران بلکہ جاوی شاعری اور جاوی سن کا بانی بھی فرض کیا جاتا ہے۔ اس کے بادشاہ بننے کی داستان یہ ہے کہ جاوا کا ایک حکمران انسانوں کے خوبصورت اور چھوٹے بچوں کا گوشت کھایا کرتا تھا اور ہزاروں بچے اس کا لقمہ بن چکے تھے۔ ایک ہندو سادھو جس کا نام آجی ساکا تھا راجہ کا حال سن کر جاوا آیا اور ایک بوڑھی عورت کا مہمان ہوا۔ اسی زمانے میں سادھو کے میزبان خاندان کے بچے کی باری آئی اور سادھو خود ایک بچہ کے روپ میں راجہ کے پاس چلا گیا۔ راجہ جب اس خوبصورت بچے کو کھانے کے لئے بڑھا تو بچے نے یہ استدعا کی کہ میرے سر پہ جو پگڑی بندھی ہے اس کی لمبائی چوڑائی کے برابر زمین عطا کی جائے۔ راجہ نے یہ درخواست قبول کر لی۔ بچہ اپنی پگڑی زمین پر پھیلانے لگا اور یہ اس قدر بڑھنے لگی کہ سارے جاوا پہ پھیل گئی۔ راجہ ہٹتے ہٹتے سمندر کے بالکل کنارے پہنچ گیا تھا۔ سادھو نے اصلی شکل اختیار کر لی اور اس کو دیکھتے ہی راجہ سمندر میں کود پڑا۔ سادھو نے ایک پھونک ماری تو راجہ سفید مچھوا بن گیا اور آجی ساکا سادھو پورے جاوا کا راجہ ہو گیا۔ چونکہ آجی ساکا ہندو تھا اس لئے جاوا کے لوگ بھی ہندو ہو گئے اور اس طرح جاوا میں پہلی ہندو سلطنت قائم ہوئی۔ یہ تو صرف ایک مثال ہے ورنہ اس دور کی جو کچھ تاریخ ملتی ہے وہ اسی نوعیت کی ہے۔

تاجر اور آبادکار

قرین قیاس یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندی تاجروں نے انڈونیشی جزائر سے تجارت شروع کی۔ رفتہ رفتہ

ان تاجروں کی تعداد بڑھنے لگی اور جاوا کے شمال میں گرم مسالوں کی پیداوار کے علاقوں میں ان تاجروں کی نوآبادیاں قائم ہونے لگیں۔ پھر صدیوں کے دوران میں آبادکاروں کی تعداد اور ان کی نوآبادیاں اتنی زیادہ ہوگئیں کہ چھوٹی چھوٹی ریاستیں بن گئیں اور پھر ریاستوں نے ترقی کر کے سلطنتوں کی شکل اختیار کر لی۔ بدھی اور ہندو تاجر اور آبادکار جن علاقوں میں گئے وہاں انھوں نے رفتہ رفتہ اپنا مذہب بھی پھیلایا۔ بدھ مت کے پیرو اپنے مذہب کی اشاعت کے لیے بہت کام کرتے تھے اور انڈونیشی جزیروں میں بھی وہ اپنا مذہب پھیلانے میں کامیاب ہوئے۔ لیکن جس طرح ہندوستان میں بدھ مت تقریباً ختم ہو گیا اسی طرح انڈونیشیا میں بھی بدھ مت کے اثرات زائل ہونے لگے اور ہندو مت عام مذہب بن گیا۔ ہندوؤں نے اس ملک میں اپنے مذہب کے ساتھ ساتھ اپنی تہذیب پھیلانے کی بھی کوشش کی اور اس میں رفتہ رفتہ ان کو کامیابی بھی ہوئی۔ لیکن مقامی حالات اور اثرات کی وجہ سے انڈونیشیا میں ہندو مذہب اور ہندو تہذیب دونوں اپنی اصلی شکل میں باقی نہ رہ سکے۔ تاہم انڈونیشیا میں ہندو مذہب اور ہندو تہذیب کی جڑیں بہت مضبوط ہو گئیں اور انڈونیشی معاشرہ کی حالت بدل گئی۔

بدھی دور کی سلطنتیں

انڈونیشیا کے مختلف حصوں میں چند قدیم کتبے ملے ہیں جن پر ساتویں اور آٹھویں صدی کے آخری ربع کی تاریخیں درج ہیں اور ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانے میں یہاں بدھ مت کا اثر تھا اور راجہ بھی اس مذہب کے پیرو تھے۔ لیکن ان راجاؤں کا تعلق کن خاندانوں سے تھا، ان خاندانوں کا دور حکومت اور ان کی سلطنت کے حدود کیا تھے، اس کا قطعی علم نہیں۔ بیان کیا جاتا ہے اس دور میں دو بڑی سلطنتیں تھیں۔ سلینڈرا اور سری وجایا۔ لیکن مورخین میں اس بات پر بھی اختلاف ہے کہ سلینڈرا اور سری وجایا دو الگ خاندان تھے یا ایک ہی خاندان کو دو نام دیے گئے ہیں۔ سلینڈرا کی سلطنت کے متعلق یہ خیال ہے کہ یہ وسطی جاوا میں پھیلی ہوئی تھی اور اس خاندان کے عہد حکومت میں بورو بودور کا عظیم الشان اسٹوپ تعمیر کیا گیا جو اس عہد میں بدھ مت کے عروج اور فن تعمیر کی ترقی کا ثبوت ہے۔ سری وجایا کی سلطنت سلینڈرا کی ہم عصر تھی اور اس کو ۹۰۴ء میں سلینڈرا

نے ختم کرکے اپنے حدود وسیع کر لئے تھے۔ چنانچہ سری وجایا جو اپنے دورِ عروج میں انڈونیشیا کی سب سے بڑی سلطنت تھی صرف سماترا کے چند علاقوں میں محدود ہو گئی۔ اس کا دارالسلطنت پالیم بانگ تھا جو بدھ مت کا ایک بڑا مرکز بن گیا تھا۔ اس سلطنت کے حدود کے متعلق یہ قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ موجودہ انڈونیشیا سے بھی زیادہ وسیع سلطنت تھی۔ ان حدود کا تعین قدیم کتبوں میں مقامات کے ناموں کی بنا پر اس طرح کیا گیا ہے کہ اس نام کے مقامات اس جگہ ہوں گے۔ چنانچہ کتبوں سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ یہ سلطنت پالیم بانگ سے گنتنگ کرا تک پھیلی ہوئی تھی۔ پالیم بانگ تو وسطی جاوا میں ہے مگر گنتنگ کرا کہاں ہے یہ معلوم نہیں۔ اور نہ یہ پتہ چل سکا کہ گنتنگ کرا کو اب کیا کہتے ہیں لیکن سنوی پلنے اور اس کے ہم خیال مورخ جو اس دور کو بڑا با عظمت اور اس سلطنت کو نہایت وسیع ظاہر کرنا چاہتے ہیں، انہوں نے یہ فرض کر لیا کہ گنتنگ کرا غالباً چین کے قریب بحرالکاہل میں واقع تھا اور اسی قسم کے مفروضات کی بنا پر اس کو انڈونیشیا کی عظیم ترین سلطنت تصور کر لیا۔

سلینڈرا کے بعد جاوا میں ماترم کی سلطنت قائم ہوئی۔ لیکن پیش رو سلطنتوں کی طرح اس سلطنت کے بارے میں بھی تاریخ بالکل خاموش ہے اور صرف چینی کہانیوں سے اس بارے میں کچھ باتیں اخذ کی گئیں۔ جاوا میں ایک اور سلطنت کیدیری قائم ہوئی تھی۔ لیکن تاریخ سے اس کے حالات کا بھی کوئی علم نہیں۔ تیرھویں صدی میں ایک اور سلطنت سنگھ ساری قائم ہوئی تھی اور اس کی تاریخ بھی نامعلوم ہے۔ ایک کہانی کے بموجب اس سلطنت کا بانی ہندو دیوتا برہما کا لڑکا آنگرو تھا جو مشہور ڈاکو بن گیا تھا۔ اس کی ملاقات پہاڑوں کے بھوتوں اور ایک دیوتا سے ہوئی جو اس کے مددگار بنے اور آخر کار اس نے کیدیری کے راجہ کو قتل کیا اور اپنی سلطنت قائم کر لی۔

مجاپہت کا عروج و زوال

انڈونیشیا کی ایک اہم ترین سلطنت مجاپہت تھی جس کا بانی رادن وجایا تھا۔ یہ سلطنت سنہ ۱۲۹۳ء میں قائم ہوئی جو جاوا پر منگول شہنشاہ قبلائی خاں کی فوج کشی کا سال ہے اور یہ سلطنت سنہ ۱۴۲۸ء تک قائم رہی۔ سنہ ۱۳۰۹ء میں وجایا کا لڑکا جایا نگارا تخت نشین ہوا جو اس خاندان کا بڑا حوصلہ مند

حکمران تھا۔ اس نے گجامد کو اپنا وزیر اعظم بنایا جو اپنے دور کا قابل ترین وزیر تھا۔ قدیم داستان کے مطابق تو گجامد کی نہ ماں تھی اور نہ باپ بلکہ وہ ایک ناریل سے ٹپکا تھا۔ لیکن یورپی مؤرخوں کی یہ رائے ہے کہ گجامد ایک غریب کاشتکار کا لڑکا تھا۔ شاہی محل کے پہرہ دار کی حیثیت سے ملازم ہوا اور ترقی کرکے وزیر اعظم بن گیا اور بڑی وفاداری کے ساتھ اپنے آقا اور سلطنت کی خدمت انجام دی۔ گجامد نے قریبی ممالک سے سیاسی اور تجارتی تعلقات قائم کئے جس سے مجاپہت کا وقار بڑھ گیا۔ راجہ ایم ووک کے بعد چودھویں صدی کے آخر میں تخت کے لئے خانہ جنگی اور بغاوتوں نے سلطنتوں کو کمزور کر دیا اس کے بعد اگرچہ یہ سلطنت ڈیڑھ سو سال تک قائم رہی لیکن یہ اپنی عظمت اور طاقت سے محروم ہو گئی تھی۔ حکمران نااہل اور عیش پسند تھے اور مختلف علاقے رفتہ رفتہ خود مختار ہوتے گئے۔ اس زمانہ میں سماترا اور جاوا میں اسلام ترقی کرنے لگا۔ اور نو مسلم حاکموں اور مبلغوں کی تنظیم بہت طاقتور ہو گئی تھی۔ راجہ اور اس کے امرا اسلام کو دباتے اور مسلمانوں کو کچلنے کے لئے جب مظالم کرنے لگے تو مسلمانوں نے متحد ہو کر مقابلہ کیا اور اس سلطنت کو ختم کرکے مسلمانوں کی سلطنت قائم کی شاہی خاندان کے افراد اور ہندو امرا نے جاوا سے بھاگ کر بالی میں پناہ لی۔ جہاں کی ہندو آبادی زیادہ تر انہی لوگوں کی اولاد پر مشتمل ہے۔ مجاپہت انڈونیشیا میں ہندوؤں کی سب سے بڑی سلطنت تھی۔ اس کی شکست سے ہندو دورِ حکومت بھی ختم ہو گیا۔ اور مسلمان سلطنتوں کے قیام سے انڈونیشیا کی تاریخ میں دورِ عظیم کا آغاز ہوا۔

تاریخ جمہوریت

مصنفہ۔ شاہد حسین رزاقی

قبائلی معاشروں اور یونان قدیم سے لے کر عہد انقلاب اور دور حاضرہ تک جمہوریت کی مکمل تاریخ جس میں جمہوریت کی نوعیت و ارتقا، مطلق العنانی اور جمہوریت کی طویل کشمکش، مختلف زمانوں کے جمہوری نظامات اور اسلامی و مغربی جمہوری افکار کو بڑی خوبی سے واضح کیا گیا ہے۔

صفحات ۵۰۶ — قیمت ۸/۰۰ روپے

ملنے کا پتہ: سیکریٹری ادارہ ثقافت اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور